



## ترجمہ اور تفسیر سورہ مزمل

مرتب: محمد ہاشم قاسمی بستوی، استاذ جامعہ اسلامیہ مظفر پور اعظم گڑھ یوپی انڈیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا الْمَرْؤَلُ ﴿١﴾

اے کپڑوں میں لپٹنے والے،

قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢﴾

رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کیجئے۔

نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿٣﴾

یعنی آدھی رات یا اس سے کچھ کم

أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا ﴿٤﴾

یا اس سے کچھ زیادہ اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ﴿١٠﴾

ہم آپ پر عنقریب ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں۔

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلاً ﴿١١﴾

پیشک رات کے اٹھنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے۔

إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ﴿١٢﴾

دن کے اوقات میں تو تمہارے لیے بہت مصروفیات ہیں۔

وَادْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ﴿١٣﴾

اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ﴿١٤﴾

وہ مشرق و مغرب کا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ لہذا آپ اپنے ہر کام کے لیے اسی کو اپنا کارساز (وکیل) بنائیے۔

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ﴿١٥﴾

اور ان باتوں پر صبر کئے رہئے جو یہ لوگ کہتے ہیں، اور ان سے خوبصورتی کے ساتھ الگ ہو جائیے۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ﴿١٦﴾

ان عیش پرست جھٹلانے والوں کے معاملہ کو مجھ پر چھوڑ بیٹے ان کو تھوڑی سی دیر اسی حالت پر رہنے دیجئے۔

إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ﴿١١﴾

بیشک ہمارے پاس بھاری بھاری بیڑیاں ، جہنم کی آگ،

وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٢﴾

حلق میں پھنس جانے والا کھانا اور دردناک عذاب (تیار) ہے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ﴿١٣﴾

جس دن پہاڑ لزر اٹھیں گے اور پہاڑ اڑتے ہوئے ریت کے ٹیلے ہو جائیں گے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿١٤﴾

(اے لوگو!) ہم نے تم پر گواہی دینے والا ایک رسول اسی طرح بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا۔

فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَا لَهُ أُخْذًا وَّبِئْسَ

جب اس نے رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اس کو سختی سے پکڑا۔

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ﴿١٥﴾

(منکرین سے فرمایا گیا کہ) اگر تم کفر پر قائم رہے تو اس دن کے (عذاب سے) کیسے بچو گے جو دن بچوں کو بھی بوڑھا کر دے گا۔

السَّيِّئُ مُنْقَطِرُ بِهِ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ﴿١٦﴾

آسمان پھٹ جائے اور اس کا وعدہ تو پورا ہو کر رہے گا۔

إِنَّ هَذِهِ تَذَكُّرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٢٠﴾

بیشک یہ (قرآن حکیم) ایک نصیحت ہے۔ جو چاہے اپنے رب تک پہنچنے کا ذریعہ بنا لے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ  
عِلْمَهُ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَىٰ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي  
الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ  
وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ إِنَّ  
اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٠﴾

بیشک آپ کا پروردگار جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں (صحابہ کرام (رض) میں کچھ لوگ آپ کے ساتھ دو تہائی رات کے قریب کبھی  
آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات تک (اللہ کی عبادت و بندگی کے لئے) کھڑے رہتے ہیں۔ اور دن رات کا اندازہ تو اللہ ہی لگا سکتا  
ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم وقت کا اندازہ کرنے پر قابو نہ پاسکو گے۔ اسی لیے اس نے تم پر توجہ فرمائی۔ اب تم قرآن میں سے جو آسانی  
کے ساتھ پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار ہیں۔ بعض لوگ اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرنے کے لیے  
ملکوں کا سفر کرتے ہیں اور بعض اللہ کی راہ میں جہاد بھی کرتے ہیں تو جس قدر قرآن کا پڑھنا آسان اور سہل ہو تو پڑھ لیا کرو۔ نماز قائم  
کرو۔ زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو قرض حسنہ کے طور پر قرض دیتے رہو۔ اور تم جو بھی بھلا کام آگے بھیجو گے تو اس کو اللہ کے پاس بہتر  
اجر کے طور پر پالو گے۔ اللہ سے معافی مانگتے رہو۔ بیشک اللہ مغفرت کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

## شان نزول

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ابتدائے نبوت میں قریش مکہ دارالندوہ میں جمع ہوئے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق مشورہ  
کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حالت کے مناسب کوئی لقب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے تجویز کرنا چاہئے کہ سب

اس پر متفق رہیں اور اسی نام کو لیکر مکہ سے باہر نکلیں، اور وہ نام اطراف ملک میں مشہور ہو جائے کسی نے کا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کاہن ہیں، پھر رائے قرار پائی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کاہن نہیں ہیں۔ کسی نے مجنون کہا، پھر اس کو بھی آپس میں غلط قرار دے دیا، پھر ساحر کہا اس کو بھی رد کر دیا، اور بعض کہنے لگے کہ ساحر اس لیے درست ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوست کو دوست سے جدا کر دیتے ہیں معاذ اللہ۔

جب آپ کو یہ خبر پہنچی تو رنج ہوا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رنج کی حالت میں کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے جیسا کہ اکثر سوچ و غم میں آدمی ایسا کر لیتا ہے۔ اس پر حق تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یا ایہا المزل سے خطاب فرمایا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تسلی فرمائی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کفار کی باتوں پر رنج نہ کریں۔ (ملخص من بیان القرآن)

### ﴿قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ نماز تہجد کی مشروعیت

زرارہ بن اونی سعد بن ہشام سے نقل کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ (رض) سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رات کے قیام و تہجد کے بارے میں بتلائیے۔ انھوں نے فرمایا کہ: کیا تم یہ سورت مزمل نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ فرمایا کہ: اس سورت کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے رات کا قیام فرض قرار دیا ہے، چنانچہ اس بنا پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور صحابہ کرام (رض) رات کا اکثر حصہ میں التزاماً قیام فرمایا کرتے تھے، اور طویل قیام کی وجہ سے ان کے پاؤں پر ورم آجاتا تھا، اور اس صورت کی اختتامی آیات بارہ ماہ تک نازل نہیں ہوئیں۔ بعد ازاں آخری آیات میں اس حکم کے بارے میں تخفیف نازل ہو گئی اور پھر اس کے قیام اللیل فرض نہیں رہا بلکہ نفل قرار دیا گیا۔ (سنن ابی داؤد: 1342، سنن نسائی:

(1601)

نیز حضرت ابن عباس (رض) فرماتے ہیں: جب سورۃ المزمل کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو لوگ رمضان المبارک جتنا قیام اللیل کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ اس سورت کی آخری آیات نازل ہوئیں اور اس کی ابتدائی اور اختتامی آیات کے نزول کی درمیانی مدت تقریباً ایک سال تھی۔ (سنن ابی داؤد: 1305، مستدرک علی الصحیحین: 3864)

امام ابو بکر جصاص (رح) فرماتے ہیں کہ اس باب میں مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ قیام اللیل کی فرضیت منسوخ ہو چکی ہے اور اب یہ نفل عبادت ہے۔ جس کی بہت ترغیب دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے۔ اس کے اہتمام، ترغیب اور فضائل کے بارے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کثرت سے روایات و احادیث منقول ہیں۔ (احکام القرآن للجصاص) (۵/۳۶۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو (رض) روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: أحب الصلاة إلى الله صلاة داود كان ينام نصف الليل ويقوم ثلثه وينام سدسه، وأحب الصيام إلى الله صيام داود كان يصوم يوماً ويفطر يوماً. (أخرجه البخاري في صحيحه: ۱۱۳۱، ومسلم: ۱۱۵۹)

نیز حضرت علی (رض) سے مروی ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رات میں آٹھ رکعات پڑھا کرتے تھے اور جب سپیدہ سحر (صبح کا ذب) نمودار ہوتا تو تین رکعات سے وتر ادا فرمایا کرتے تھے، پھر تسبیح و ذکر میں مشغول ہو جاتے اور جب فجر (صبح صادق) ہو جاتی تو دو رکعت سنت فجر ادا فرماتے تھے، نیز حضرت عائشہ (رض) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رات میں گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (مسند بزار: ۹۳۴)

﴿وَأَذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾: تبتل کے لفظی معنی انقطاع اور گوشہ نشینی و خلوت کے ہیں۔ (أحكام القرآن -

جصاص: ج: ۳: ص ۶۲۷)

آیت میں "تبتل إليه تبتلاً" کی تفسیر بعض حضرات نے أخلص إليه إخلاصاً سے کی ہے جبکہ قتادہ سے منقول ہے کہ "أخلص إليه الدعاء والعبادة" اور بعض حضرات سے "الانقطاع إلى الله" مراد ہے۔ یعنی تمام تعلقات سے انقطاع ہو جائے اور اللہ کے سوا کسی سے خیر کی امید نہ ہو۔

بہر حال حاصل یہ ہے کہ پہلے تو یہ حکم دیا گیا کہ حق تعالیٰ کو بلا واسطہ عبادت اور مناجات کے لیے تورات میں تہجد اور قیام کیا جائے لیکن دن میں بھی اگرچہ بظاہر مخلوق سے تعلقات و معاملات رکھنے پڑیں، لیکن دل کی توجہ اور قلبی تعلق رب العالمین سے ہی رہنا چاہئے۔ غیر اللہ کا کوئی تعلق، اللہ تعالیٰ سے توجہ ہٹنے نہ دے، بلکہ سب تعلقات کٹ کر باطن میں اسی ایک کا تعلق باقی رہ جائے اور اسی کی یاد ہر عمل میں غالب رہے۔ جسے صوفیا کرام رحمہم اللہ علیہ کے یہاں "خلوت در انجمن" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (من افادات شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی (رح)

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا﴾

اس آیت میں "شاهدًا" کا لفظ موجود ہے، اتنی بات یاد رکھیں اگر لفظ "شاهد" اور "شہید" سے حاضر و ناظر ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں تو جن سورتوں میں اس صفت کا ذکر ہے ان سب سے بعد میں سورۃ منافقون نازل ہوئی ہے، جس سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حاضر و ناظر ہونے کی تردید ہوتی ہے اور یہ محال ہے کہ قرآن کریم کی کوئی ایک آیت دوسری آیت کی اور ایک سورۃ دوسری

سورۃ کی تردید کرے، اور اس کی سورتوں کا اس طرح آپس میں اختلاف اور تعارض واقع ہو ”حاشا کلا“ لہذا ”شاہد“ اور ”شہید“ سے حاضر و ناظر کا مراد لینا قرآن کریم کے سراسر خلاف ہے۔ (تبرید النواظر: ص: ۸۸)

مطلب آیت کا یہ ہے کہ ہم نے تمہارے رسول کو اسی طرح بھیجا ہے جس طرح فرعون کے ہاں رسول موسیٰ (علیہ السلام) کو بھیجا تھا فرعون نے انکار کیا اور ہم نے اس پر سخت گرفت کی، اگر قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے تو اس دن کے بچاؤ کی تم نے کونسی تدبیر کر رکھی ہے؟ یہ قرآن کریم فرائض و حقوق انسانی کے لیے نصیحت ہے جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف اس کے ذریعے سے راہ پائے۔

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ﴾ الخ

اس آیت سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ قیام اللیل جو سورت کی ابتدائی آیات کی بنا پر ابتداءً فرض کیا گیا تھا اس کا نسخہ اس آیت سے ہو گیا۔

آیت مذکورہ سے دوسرا حکم یہ معلوم ہوا کہ نماز میں قرأت کرنا فرض اور لازم ہے، کیونکہ ارشاد ہے ﴿فأقراء وأما تيسر من القرآن﴾:

تیسرا حکم یہ معلوم ہوا کہ نماز تھوڑی قرأت سے بھی جائز ہو جاتی ہے۔

چوتھا حکم یہ معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کسی نے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی لیکن کوئی دوسری آیت یا سورت پڑھ لی تو اس سے فرض قرأت ادا ہو جاتا ہے۔

اگر اس پر یہ اشکال جائے کہ مذکورہ تمام احکامات صلوة اللیل کے ضمن میں بیان کیے گئے ہیں جبکہ خود صلوة اللیل کی فرضیت منسوخ ہو چکی ہے تو اس آیت سے قرأت کے فرض ہونے وغیرہ امور پر استدلال کیونکر درست ہوگا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ صلوة اللیل کی صرف فرضیت منسوخ ہوئی ہے اس کی شرائط اور احکامات تو منسوخ نہیں ہوئے، کیونکہ جب یہ احکام تطوع یعنی نفل ثابت اور لازم ہو گئے تو نماز ہونے کی حیثیت سے نفل اور فرض میں چونکہ کوئی فرق نہیں، اس لیے فرائض کے حق میں بھی ان امور کی فرضیت و اثبات پر استدلال درست ہے۔

نیز آیت میں فاقءوا ما تيسر من القرآن میں صیغہ امر ہے وجوب کے لیے ہوتا ہے جب کہ نماز کے علاوہ کسی ایک موقع پر قرأت قرآن واجب نہیں۔ لہذا لا محالہ اس نے نماز میں قرأت قرآن کی فرضیت وجوب بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح اگر یہ کہا جائے کہ آیت میں قرأت سے نفل نماز کی قرأت مراد ہے تو یہ نفل میں فرضیت قرأت کی دلیل ہے، لیکن یہ فرض نماز میں قرأت کی فرضیت کی دلیل کیسے ہو سکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ بلاشبہ نفل نماز کا پڑھنا انسان پر فرض تو نہیں لیکن جب بھی کوئی نفل نماز پڑھے گا تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اسے اس کی تمام شرائط کے ساتھ پڑھے اور انہی شرائط میں سے فرضیت قرأت بھی ہے اور جس طرح نفل پڑھنے والے پر نماز کی دیگر شرائط کی پابندی ضروری ہے مثلاً: طہارت، ستر، استقبال قبلہ وغیرہ ایسے قرأت بھی فرض ہوگی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے انسان پر بیع و شراء خرید و فروخت اور بیع کی دیگر اقسام مرابحہ سلم وغیرہ کوئی فرض نہیں لیکن اگر کوئی یہ معاملات کرے تو پھر ان کی تمام شرائط کی پابندی ضروری ہے۔ (أحكام القرآن - جصاص: ج: ۳: ص: ۲۶۸)